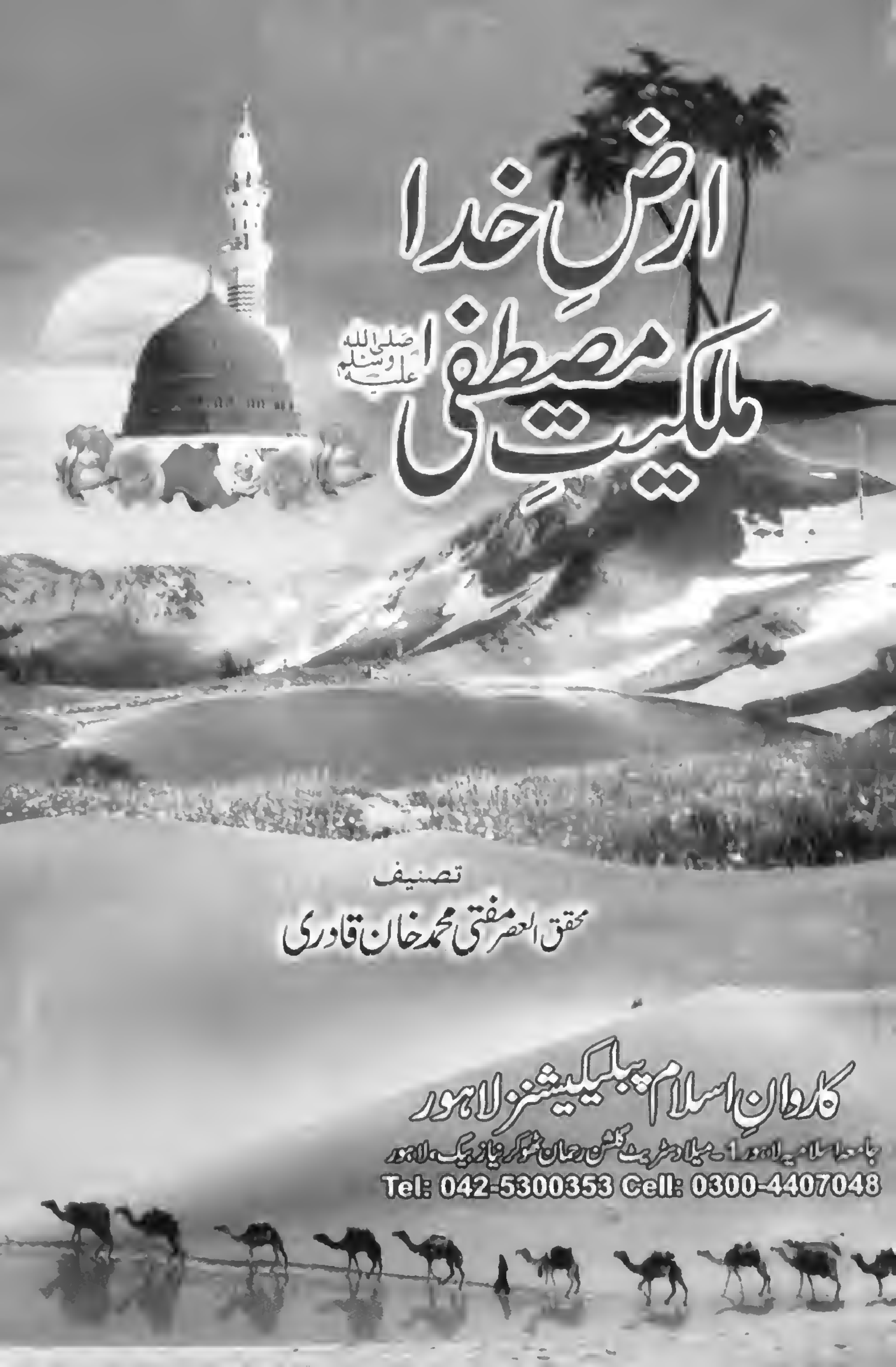

ارضِ خدا
ملکیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

تصنیف

محقق العصر مفتی محمد خان قادری

کاروانِ اسلام پبلیکیشنز لاہور

جامعہ اسلامیہ لاہور 1۔ میلاد سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ، لاہور

Tel: 042-5300353 Cell: 0300-4407048

نام کتاب	ارضِ خدا ملکیتِ مصطفیٰ ﷺ
تصنیف	مفتی محمد خان قادری
اہتمام	محمد فاروق قادری
بتعاون	بزم اسلامیہ لاہور
حروف سازی	محمد عمران عنصر قادری
اشاعت اول	مارچ ۲۰۰۹ء
ناشر	کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور

نوٹ: ربیع الاول ۱۴۳۰ھ کے موقعہ پر جامعہ اسلامیہ لاہور کے طلباء کی بزم اسلامیہ کی طرف سے یہ تبرک قبول فرمائیے

ملنے کے پتے

☆ فرید بک سٹال اردو بازار لاہور ☆ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی
☆ مکتبہ غوثیہ سبزی منڈی کراچی ☆ مکتبہ برکات المدینہ بہادر آباد کراچی
☆ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی ☆ اسلامک بک کارپوریشن راولپنڈی
☆ مکتبہ دار العلم دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ جمال کرم دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ تنظیم المدارس جامعہ نظامیہ لاہور
☆ مکتبہ دار العلم دربار مارکیٹ لاہور ☆ روحانی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور
☆ مکتبہ قادریہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ کرماں والا دربار مارکیٹ لاہور
☆ قادری رضوی کتب خانہ دربار مارکیٹ لاہور ☆ مکتبہ نبویہ دربار مارکیٹ لاہور

کاروان اسلام پبلی کیشنز لاہور

جامعہ اسلامیہ لاہور 1۔ میلاد سٹریٹ گلشن رحمان ٹھوکر نیاز بیگ لاہور

042,5300353...03004407048

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جو شانیں عطا کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ کائنات کی ہر شے آپ ﷺ کے قبضہ واختیار میں دے دی گئی ہے اس میں سے آپ باذن الٰہی جتنا چاہیں کسی کو عطا فرمائیں، آپ ﷺ کی اس شان وفضیلت کو قرآن وسنت میں بڑے ہی واضح انداز میں آشکار کر دیا گیا ہے مثلاً ارشاد الٰہی ہے

انا اعطینا ک الکوثر ہم نے آپ کو ساری کثرت عطا کر دی

یہاں کثرت کا ذکر تو ہے مگر اس کی تصریح وتعیین نہیں کہ فلاں میں کثرت عطا کی ہے کیونکہ اگر کسی شی کا ذکر کر دیا جاتا تو کثرت محدود ہو جاتی لہذا عموم کی خاطر اس کا ذکر نہیں کیا اب مفہوم یہ ہوگا کی انسان جس کا بھی تصور کرے مثلاً علم، کمال، حسن ظاہری و باطنی، اخلاق کاملہ، طاقت وقوت، ملکیت وتصرف اسی میں آپ ﷺ کو سب سے بڑھ کر کثرت ملی ہے مثلاً اختیارات لیجئے اس کائنات میں سب سے زیادہ اختیارات سرور عالم ﷺ کو حاصل ہیں اس لئے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کوثر کی تفسیر ان الفاظ میں منقول ہے

الکوثر ھو الخیر الکثیر کلہ کوثر سے مراد تمام خیر میں کثرت ہے

علامہ محمد اشرف سیالوی تفسیر سورۃ الکوثر میں لکھتے ہیں

لفظ کوثر صفت ہے اور صفت کا تحقق وتعین بغیر موصوف کے نہیں ہو سکتا لہذا اگر کوئی موصوف مراد ہوتا تو لازماً اسے ذکر کر دیا جاتا جب کسی موصوف خاص کا ذکر نہیں کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ہر وصف کمال اور خلق حسن ہر وہ نعمت جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کو عطا فرمائی ہے وہ کوثر ہے نہ نعمتیں کمیت کے لحاظ سے محدود ہیں نہ عظمت و

شان اور رفعت مقام کے لحاظ سے احاطہ عقل میں آسکتی ہیں بلکہ موصوف کو حذف فرما کر ان نعم ظاہرہ و باطنہ دنیویہ و اخرویہ اور روحانیہ و جسمانیہ کے عموم و شمول پر تنبیہ فرما دی اور ساری مخلوق کو بتا دیا کہ میں نے اپنے محبوب کو ہر نعمت عطا فرمائی ہے اور ان نعمتوں میں سے کسی ایک کا بھی تم احاطہ نہیں کر سکتے کیونکہ ان میں سے ہر ایک کوثر ہے لہذا تم سے کسی کا مرغ عقل وہاں تک پرواز نہیں کر سکتا اور نہ ہی کسی کے سمند خیال کو وہاں تک رسائی ہے (کوثر الخیرات: ۳۰۸)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تو بتادیا کہ ہم نے اپنے حبیب ﷺ کو سب سے زیادہ کثرت عطا کی مگر اس کا تعین نہیں فرمایا کہ کثرت کس میں ہے؟ مقصد یہ کہ انسان جس وصف و کمال کا بھی تصور کرے اسی میں حبیب ﷺ کو ہم نے کثرت عطا فرمائی ہے مثلاً علم دنیا و آخرت کی بات کرو تو رسول اللہ ﷺ تمام مخلوق سے بڑھ کر ان کا علم رکھتے ہیں

تمام نعمتوں میں آپ ﷺ نے کثرت پائی ہے اور ان کے تقسیم کنندہ ہیں تو تسلیم کر لینا چاہیے کہ آپ ﷺ سب سے زیادہ اختیار رکھتے ہیں

مولانا شبیر احمد عثمانی (ت ۔ ۱۳۶۹) نے مذکورہ آیت کے تحت لکھا،

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو کوثر دے کر ہر قسم کی دینوی دولتیں اور حسی و معنوی نعمتیں عطا فرما دی ہیں (تفسیر عثمانی، ۷۸۸)

حتیٰ کہ شیخ ابن تیمیہ (ت ۔ ۷۲۸) نے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

اتانا ببرکة رسالته ویمن سفارته خیر الدنیا و الاخرة

رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور سفارت کی سعادت کی برکت سے ہمیں دنیا اور آخرت کی خیر عطا فرمائی (الصارم المسلول: ۸)

دوسرے مقام پر لکھا

لیس فی الارض مملکة قائمة الابنبوة اوائر نبو ۃ وان کل خیرفی الا رض فمن اثار النبوات

جو بھی زمین پر مملکت قائم ہے وہ نبوت یا اثر نبوت سے قائم ہے کیونکہ زمین پر ہر خیر نبوتوں کا ہی اثر ہے (ایضاً ۲۵۰)

اسی طرح شیخ ابن قیم (ت، ۷۵۱) نے اسی حقیقت کو ان الفاظ میں اجا گر کیا ہے

ان کل خیر نا لته امته فی الدنیا و الاخرة نا لته علی یده ﷺ

تمام وہ خیر جوامت کو دنیا وآخرت میں ملی وہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں سے ملی ہے

(زاد المعاد ۱،۳۶۴)

محتاج ہے ساری خدائی تیرے در کی

ایک اور مقام پر شیخ ابن قیم اس بات کو کھول کر اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا مکمل طور پر محتاج بنالیا تو ساری مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا محتاج بنا دیا

لما کمل الرسول ﷺ مقام الافتقار الی الله سبحانه احوج الخلائق کلهم الیه فی الدنیا والا خرۃ اما حاجتهم الیه فی الدنیا فاشد من حاجتهم الی الطعام و الشراب والنفس الذی به حیاۃ ابدانهم واما حاجتهم

جب رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف شان محتاجی میں کامل ہو گئے تو تمام مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے دنیا اور آخرت میں آپ کا محتاج بنا دیا لوگوں کے لیے دنیا میں رسول اللہ ﷺ کی ضرورت، کھانے پینے بلکہ ان سانسوں سے بھی زیادہ ہے جس سے بدنوں کی حیات ہے بندوں کے لیے آخرت میں

الیـہ فـی الاخـر ۃ فـا نھم	رسول اللہ ﷺ کی ضرورت یوں ہے کہ
یستشـفـعون بـالرسل الی اللہ	لوگ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں رسولوں
حتـی یـر یحھـم من مقـامھم	کے ذریعے سفارش کروائیں گئے تا کہ وہ تنگی
فـکـلھـم یتـأخر عن الشفـاعۃ	کے مقام سے آرام پا سکیں تمام اس شفاعت
فیشفـع لھـم وھو الذی یستفتح	سے رک جائیں گے تو اس موقعہ پر حبیب
لھم باب الجنۃ	خدا ﷺ ہی شفاعت کریں گے اور یہی
(الفوائد:۱۱۶)	ذات ان کے لیے جنت کا دروازہ کھلوائے گی

شرق وغرب کے جن وانس کی ذمہ داری

رسول اللہ ﷺ کے افضلیت پر امام رازی، سولہویں دلیل امام محمد بن علی حکیم ترمذی (ت۔۲۱۰) کے حوالے سے یوں ذکر کرتے ہیں کہ اصول یہ ہے کہ ہر سربراہ کی ذمہ داری اس کی رعایا کے مطابق ہوتی ہے اگر وہ کسی بستی کا سربراہ ہے تو اس بستی کے مطابق اس کی ذمہ داری اور بجٹ وضروریات ہوں گی اور جو مشرق ومغرب کا بادشاہ ہوگا وہ اس بستی والے سے کہیں زیادہ اموال وذخائر کا ضرورت مند ہوگا تو جب رسول صرف اپنی قوم تک آئے تو انہیں اس کے مطابق رموز توحید اور جواہر معرفت عطا کیے تو جو شرق وغرب، انس وجن کا رسول بنا اس کے لیے ضروری تھا

لابدان یعطی من المعرفۃ بقدر ما	کہ اسے اس قدر معرفت دی جائے
یمکنہ ان یقوم بسعیہ بامور اھل	کہ جس سے اہل شرق وغرب کی تمام
المشرق و المغرب	امور میں ضروریات پوری کر سکیں

چونکہ حضور ﷺ کی نبوت دیگر انبیاء کی نسبت اس طرح ہے جیسے بستی کے مقابلہ میں تمام مشارق و مغارب

ولما كان كذلك لا جرم
اعطى ﷺ من كنوز الحكمة
والعلم مالم يعط احد قبله فلا
جرم بلغ فى العلم الى الحد
الذى لم يبلغه من البشر قال
تعالى فى حقه فاوحىٰ الى عبده
ما اوحىٰ وفى الفصاحة الى ان
قال اوتيت جوامع الكلم
(مفاتیح الغیب، ۱۳۔۵۷)

جب صورت حال یہ ہے تو لازم ہے کہ آپ ﷺ کو حکمت و علم کے ایسے خزانے عطا کیے جائیں جو آپ ﷺ سے پہلے کسی کو عطا نہیں ہوئے لہذا آپ ﷺ علم کی اس حد پر پہنچے کہ کوئی انسان وہاں کا تصور نہ کر سکے اس لیے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے حق میں فرمایا اس نے وحی کی اپنے بندے کی طرف جو وحی کرنا تھی اسی طرح آپ ﷺ کی فصاحت و بیان کے حوالے سے فرمایا مجھے جامع کلمات سے نوازا گیا ہے

الغرض جس قدر ذمہ داری سیدنا محمد ﷺ کی ہے وہ کسی کی نہیں لہذا ہر علم و کمال اور اختیار میں آپ ﷺ کو ہر ایک سے اعلیٰ و افضل ماننا ضروری ہے خواہ وہ علم و کمال دینی ہو یا دنیوی

احادیث مبارکہ

رسول اللہ ﷺ نے اپنی اسی شان اور عطائے الٰہی کو متعدد احادیث میں بیان فرمایا ہے۔ چند ملاحظہ کیجیے

۱۔ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

اوتیت بمقالید الدنیا علی	گھوڑے پرلدی، دنیا کی چابیاں مجھے عطا
فرس ابلق (مسند احمد، ۳۔ ۳۲۸)	کی گئی ہیں

امام نورالدین ھیثمی (ت۔ ۸۰۷) نے اس روایت کے بارے میں لکھا

رواہ احمد و رجالہ رجال	اسے امام احمد نے نقل کیا اور اس کے
الصحیح (مجمع الزوائد، ۸۔ ۵۸۴۔ حدیث ۱۴۳۱۵)	راوی صحیح کے راوی ہیں

۲۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی عنایات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا

انی اعطیت مفاتیح خزائن	مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا
الارض وانی واللہ ما اخاف	کردی گئی ہیں اور اللہ کی قسم مجھے تم پر یہ
بعدی ان تشرکوا ولکن اخاف	خوف نہیں کہ تم شرک کروگے لیکن یہ
ان تنسافسوا فیھا	خوف ضرور ہے کہ تم دنیا دار بن جاؤ گے

(البخاری، ۱۔ ۵۰۸۔ ۲۔ ۵۸۵)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے رسول ﷺ نے فرمایا

اوتیت مفاتیح کل شئی	ہر شے کی چابیاں مجھے عطا کردی گئیں
(مسند احمد، ۲۔ ۸۶)	ہیں

۴۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

ان اللہ عزوجل زوی لی الارض	اللہ عزوجل نے زمین کو میرے لئے
رأیت مشارقھا ومغاربھا	سمیٹ دیا ہے تو میں نے اس کے
(مسند احمد، ۴۔ ۱۳۸)	مشارق ومغارب کو دیکھ لیا

یہی روایت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے
(دیکھیے مسلم ۲: ۳۹۰، ترمذی ۲: ۴۰) امام ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے

انہی ارشادات عالیہ کی بنا پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے کہا کرتے

اوتی نبیکم ﷺ مفاتیح کل شئی — تمہارے نبی ﷺ کو ہر شی کی چابیاں عطا ہوئیں ہیں
(مسند احمد ۱: ۴۳۵، مسند حمیدی حدیث ۱۲۳)

۵۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے منبر پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا

و انی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض — مجھے تمام زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کردی گئیں (بخاری، مسلم)

شیخ المحدثین امام عبدالرؤف المناوی اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں

خص حبیبه ﷺ باعطاء مفاتیح خزائن المواهب فلا یخرج منها شیء الا علی یده. — اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے لیے نعمتوں کے خزانوں کی چابیاں مخصوص کردی ہیں، اب کوئی شے بھی ان سے نہیں نکلتی مگر آپ ﷺ کے ہاتھ سے
(فیض القدیر ۱: ۵۶۴)

دوسرے مقام پر لکھتے ہیں

جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو زمین میں تصرفات سپرد کیے اور آپ ﷺ نے عاجزی کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے مزید شفقت فرماتے ہوئے

فعوض التصرف فی خزائن السماء برد الشمس بعد غروبها و شق القمر ورجم النجوم و اختراق السموات و حبس المطر و ارساله و ارسال الریاح وامساکها و تظلیل الغمام و غیر ذالک من الخوارق.	اس کے عوض آسمانوں کے خزانوں میں تصرف عطا فرمادیا مثلاً غروب کے بعد سورج کا لوٹنا، چاند کا دو ٹکڑے ہونا، ستاروں کا شیطان کو لگنا، آسمانوں کا پھٹنا، بارش کا برسنا اور رک جانا، ہواؤں کا چلنا اور بادل کا سایہ کرنا اور دیگر خلاف معمول چیزوں کا ظاہر ہونا

(فیض القدیر:۱۔۱۴۸)

۶۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے جامع کلمات سے نوازا گیا، رعب ودبدبہ سے میری مدد کی گئی ہے اور میں سویا ہوا تھا

اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی (مسلم:۱۔۱۹۹)	مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں عطا کرتے ہوئے میرے قبضہ میں دے دی گئیں

امام ابن حجر مکی (ت۔۹۷۴) آپ ﷺ کی ان احادیث کی تشریح میں لکھتے ہیں

انہ ﷺ خلیفة الله الذی جعل خزائن کرمه و موائد نعمه طوع یدیه و تحت ارادته یعطی منهما من یشاء و یمنع من یشاء (الجوہر المنظم ،۴۲)	آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں تو اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور نعمتوں کے دسترخوان آپ ﷺ کے قبضہ اور ارادہ کے تحت کر دیئے ہیں آپ ﷺ ان میں سے جس کو چاہیں عطا فرمادیں اور جس سے چاہیں روک دیں

شارح بخاری امام احمد قسطلانی (ت۔۹۲۳) فرماتے ہیں

فھو ﷺ خزانة السر و موضع نفوذ الامر فلا ینفذ امر الامنه و لا ینقل خیر الاعنه

آپ ﷺ رازوں کا خزانہ اور امور کے نفاذ کا مرکز ہیں ہر معاملہ آپ ﷺ ہی سے نافذ ہوتا ہے اور ہر خیر آپ ﷺ سے ہی حاصل ہوتی ہے

(المواہب مع زرقانی، ۳۴۱)

۷۔ صحابی رسول اللہ ﷺ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے میں رسول اللہ ﷺ کی رات کو خدمت کیا کرتا تھا ایک دن مجھے آپ ﷺ نے فرمایا۔ اے ربیعہ

سل فقلت اسالک مرافقتک فی الجنة

مانگو! عرض کیا: میں آپ ﷺ سے جنت میں آپ ﷺ کی رفاقت مانگتا ہوں

فرمایا۔ اس کے علاوہ بھی۔۔؟ عرض کیا "حضور یہی کافی ہے" فرمایا "کثرت سجود کے ساتھ اپنی ذات کے حوالے سے میری مدد کرو (مسلم، باب، فضل السجود)

اس فرمان نبوی نے واضح کر دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو کامل اختیارات سے نواز رکھا ہے اگر انسان کے پاس اختیار ہی نہ ہو تو وہ کسی کو یہ کیسے کہہ سکتا ہے کہ جو مانگنا ہے وہ مانگ لو اور پھر صحابی کا سوال بھی واضح کر رہا ہے کہ حضور ﷺ کو جنت تک عطا کرنے کا اختیار اللہ تعالیٰ نے دے رکھا ہے کیونکہ اگر وہ یہ عقیدہ نہ رکھتے ہوتے تو وہ ایسا سوال ہی نہ کرتے، پھر حضور ﷺ نے اس سے وعدہ فرما کر اپنے اختیار پر مہر ثبت کر دی ورنہ آپ ﷺ یہ فرما دیتے کہ یہ کام مجھ سے اونچا ہے، مگر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے علاوہ بھی کچھ چاہیے تو وہ بھی مل جائے گا اس کے بعد آپ ﷺ کے اختیارات کے انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ اس حدیث کے تحت آئمہ کی عبارات بھی ملاحظہ کر لیں

آئمہ امت کی آرا!

۱۔ اس حدیث کے تحت استاذ المحدثین ملا علی قاری (ت۔ ۱۰۱۴) رقم طراز ہیں۔

ای اطلب منی حاجة لان هذا هو شان الکرام و لا اکرم منه ﷺ ویؤخذ من اطلاقه ﷺ الامر بالسوال ان الله تعالی مکنه من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق و من ثم عدائمتنا من خصائصه ﷺ انه یخص من شاء بما شاء کجعله شهادة خزیمة بن ثابت بشهادتین رواه البخاری و کترخیصه فی النیاحة لام عطیة فی آل فلان خاصة رواه مسلم

(مرقاۃ المفاتیح، ۲۔۳۲۳)

مجھ سے حاجت مانگو کیونکہ کریموں کی یہی شان ہوتی ہے اور حضور ﷺ سے بڑھ کر کوئی کریم نہیں، آپ ﷺ نے ہر شے مانگنے کا حکم دیا جس سے واضح ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے تمام خزانوں کے عطا کرنے پر قادر فرما دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آئمہ امت نے آپ ﷺ کا یہ خاصہ بیان کیا ہے کہ آپ ﷺ جس کو چاہیں مخصوص کر دیں مثلاً حضرت خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ کی شہادت دو کے برابر کر دی۔ جیسا کہ بخاری میں ہے اور حضرت اُم عطیہ کو آل فلاں میں نوحہ کرنے کی اجازت عطا فرمائی جیسا کہ مسلم میں مروی ہے

۲۔ تقریباً حدیث مذکورہ کی تشریح میں یہی الفاظ امام محمد بن علان صدیقی (ت:۱۰۵۷) کے ہیں

(فقال سلنی) حاجة اتحفک بها فی مقابلة خدمتک لان هذا شان الکرام و لا اکرم منه ﷺ و یؤ خذ من اطلاقه السوال ان الله تعالی مکنه من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق

فرمایا مجھ سے حاجت مانگو تم میری خدمت کرتے ہو کیونکہ کریموں کی شان یہی ہوتی ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی کریم نہیں آپ ﷺ کا ہر شے مانگنے کا فرما دینا بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنے تمام خزانوں میں سے عطا کرنے پر قادر

و من ثم عدائمتنا من خصائصه ﷺ ان یخص من یشاء بما شاء کجعله شهادة خزیمة بشهادین رواه البخاری

(دلیل الفالحین۔۱، ۳۱۷)

بنایا ہے اس وجہ سے آئمہ امت نے آپ ﷺ کے خواص میں سے بیان کیا کہ آپ ﷺ جسے چاہیں اس کے لیے حکم مخصوص فرمادیں جیسے آپ نے حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کی شہادت کو دو گواہوں کے برابر قرار دے دیا اور یہ بخاری میں ہے

۳۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ت:۱۰۵۲) نے یہی بات ان الفاظ میں تحریر کی ہے

ازاطلاق سوال کہ فرمود سل بخواہ وتخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم شود کہ ہمہ بدست ہمت و کرامت اوست ﷺ ہرچہ خواہد ہر کرا خواہد باذن پروردگار خود بدہد.

(اشعۃ اللمعات:۱۔۳۹۶)

فرمایا، مانگو تو سوال کو مطلق رکھا کسی خاص مطلوب کے ساتھ مخصوص نہیں کیا جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ تمام امور حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہیں جو چاہیں جس کے لیے چاہیں اپنے پروردگار کے حکم سے عطا کر دیں

۴۔اسی حدیث کی تشریح میں اہل حدیث فاضل نواب صدیق حسن خاں بھوپالی کو بھی پڑھ لیجیے

قال النبی ﷺ سل معناه اطلب ای خیر شئت من خیر الدنیا و الاخره و یعلم من قوله ﷺ سل مطلقاً من غیر

حضور ﷺ نے فرمایا مانگو! اس کا معنی یہ ہے کہ دنیا و آخرت کی جو خیر چاہتے ہو مانگ لو، آپ ﷺ کے فرمان مطلق سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کسی مخصوص شے کے ساتھ

تقیید بمطلوب خاص ان الامر کله بید ھمته و کرامته ﷺ یعطی ما شاء لمن شاء باذن ربه تعالی

مقید نہیں کیونکہ تمام معاملہ ﷺ کے مبارک ہاتھ میں ہے۔ عطا کریں جس کو جتنا چاہیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے

فان من جودک الدنیا و ضرتھا

و من علومک علم اللوح و القلم

دنیا و آخرت آپ ﷺ کی سخاوت کا حصہ ہے اور لوح وقلم کا علم آپ ﷺ کے علوم کا حصہ ہے (مسک الختام)

شیخ شبیر احمد عثمانی دیوبندی (ت،۱۳۶۹) نے اس حدیث کے تحت لکھا

ذکر ابن سبع فی خصائصه وغیرہ . ان اللہ تعالیٰ اقطعه ارض الجنة یعطی منها ماشاء لمن شاء قاله القاری فی المرقاة

امام ابن سبع اور دیگر محدثین نے آپ ﷺ کا یہ خاصہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو جنت الاٹ کی ہے جسے چاہیں جتنی چاہیں عطا فرمائیں

(فتح الملہم،۳،۶۳۸)

آخر میں صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی بھی سن لیجیے

ان اکرم خلیفة اللہ علی اللہ ابو القاسم ﷺ

اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے مکرم خلیفہ آپ ﷺ کی ذات اقدس ہے

امام حاکم اسے نقل کر کے کہتے ہیں

هذا حدیث صحیح

یہ روایت صحیح ہے

(المستدرک:۴_۶۱۲)

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اپنا نائب اور خلیفہ اعظم بنایا ہے' آپ ﷺ اس کے خازن اور اس کے خزانوں کی تقسیم کنندہ ہیں۔ متعدد احادیث صحیحہ میں اس پر تصریح موجود ہے ان میں سے چند کا ذکر کیے دیتے ہیں

1۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

انما انا قاسم و اللہ یعطی — میں تو فقط تقسیم کرنے والا ہوں عطا کرنے والا اللہ ہے (البخاری:۱۔۱۶)

2۔ انہی سے مروی دوسری روایت کے الفاظ ہیں

و اللہ المعطی و انا القاسم — اللہ عطا کرنے والا اور میں تقسیم کرنے والا ہوں (البخاری:۱۔۴۳۹)

میں خازن ہوں

۳۔ تیسری روایت کے الفاظ ہیں

انما قاسم و خازن و اللہ یعطی — میں قاسم اور خازن ہوں اور عطا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے (البخاری:۱۔۴۳۹)

۴۔ مسلم کے الفاظ ہیں

انما انا خازن انما انا قاسم ویعطی اللہ — میں خازن وقاسم ہوں اور اللہ ہی عطا کرنے والا ہے (مسلم:۱۔۳۳۳)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ الفاظ مروی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا

انما انا قاسم اضع حیث امرت — میں تقسیم کنندہ ہوں اور وہاں ہی خرچ کرتا ہوں جہاں کا حکم ہوتا ہے

(بخاری:۱-۴۳۹)

۶۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے

بعثت قاسماً اقسم بینکم — مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے تا کہ میں تم میں (اللہ تعالیٰ کے خزانے) تقسیم کروں

ان تمام روایات کو پڑھیئے کسی جگہ آپ ﷺ کی تقسیم کو محدود نہیں کیا گیا۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اپنا خازن قرار دے دیا تو اب اس کے بعد یہ کہنا ہرگز درست نہیں کہ آپ ﷺ کو صرف علم کا خزانہ دیا گیا ہے۔ دیگر خزائن نہیں دیئے گئے اگر ایسی قید لگانا ہوتی تو حضور ﷺ خود لگا دیتے محض ضد و ہٹ دھرمی کی بنیاد پر آپ ﷺ کی تقسیم کو محدود کرنا کسی مسلمان کو زیب نہیں دیتا پھر یہاں اللہ تعالیٰ کی عطا کا بھی ذکر ہے کیا وہ بھی علم تک ہی محدود ہوگی؟ جیسے اللہ تعالیٰ کی عطا متعین نہیں اسی طرح اس کے حبیب ﷺ کی تقسیم بھی متعین نہیں

ان روایات کے بعد دیگر کسی حوالہ کی ضرورت نہیں مگر پھر بھی ہم کچھ آئمہ امت کے الفاظ نقل کئے دیتے ہیں تا کہ واضح ہو جائے کہ انہوں نے ان احادیث سے کیا سمجھا ہے؟

۱۔ حضرت ملا علی قاری (ت:۱۰۱۴) "انما جعلت قاسما لا قسم بینکم" کی شرح میں لکھتے ہیں

اى العلم والغنيمة ونحوهما وقيل البسارة للصالح والانذار للطالع ويمكن ان تكون قسمة الدرجات والدركات مفوضة له ﷺ

اس سے علم، غنیمت اوران کی مثل دیگر اشیاء مراد ہیں، بعض نے صالح کے لئے بشارت اور بد کے لئے ڈرانے والا مراد لیا ہے ممکن ہے اس سے مراد درجات ومقامات ہوں جو آپ ﷺ کے سپرد کردیئے گئے

آگے فرماتے ہیں

ولا منع من الجمع كما يدل عليه حذف المفعول لتذهب انفسهم كل مذهب ويشرب كل واحد من ذلك المشرب---- والحاصل انى لست ابا القاسم بمجرد ان ولدى كان سمى بقاسم بل لوحظ فى معنى القاسمية باعتبار القسمة الازلية فى الامور الدينية والدنبوية فلست كاحدكم لا فى الذات ولا فى الاسماء والصفات

ان تمام اقوال کو جمع کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں جیسا کہ اس پر مفعول کا حذف دال ہے تا کہ اس سے مراد جو بھی لیا جائے درست ہو حاصل یہ ہے کہ میں قاسم محض اس لیے نہیں ہوں کہ میرے بیٹے کا نام قاسم ہے بلکہ میرے قاسم ہونے کا یہ معنیٰ ومفہوم ہے کہ میں ازل سے دینی ودنیاوی نعمتوں کا تقسیم کنندہ ہوں اور میں تم جیسا ہرگز نہیں ہوں نہ ذات میں اور نہ اسماء وصفات میں

(مرقاۃ المفاتیح، باب الاسامی۔۸،۵۱۰)

۲۔شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ت۔۱۰۵۲) اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں

قسمت مے کنم میان شما از جانب حق وآن چه وحی کرده شده است بسوئے من وفرستاده شده بر من از علم وعمل ومے رسانم ہر یکے را آن چه نصیب اوست ومستحق ست مرآنرا وے کنم بر کس را در جئے که در مرتبه اوست از فضل وشرف (اشعۃ اللمعات: ۴۔۴۴)

میں تم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تقسیم کرنے والا ہوں جو اس نے میری طرف وحی کی ہے اور جو مجھے علم وعمل عطا فرمایا ہے میں ہر ایک کو حصہ دیتا ہوں جس کا وہ مستحق ہے اور میں ہر شخص کو اس کے مرتبہ وفضل کے مطابق مقام دیتا ہوں

۳۔ امام محمد مہدی فاسی (ت: ۱۰۵۲) ان مبارک الفاظ کا مفہوم یہ بیان کرتے ہیں۔

وهو خليفة الله فى العالم وواسطة حضرته والمتولى لقسمة مواهبه واعطيته فكل من حصله له رحمة فى الوجود اوخرج له قسم من رزق الدنيا والاخرة والظاهر والباطن والعلوم والمعارف والطاعات فانما خرج له ذلك على يديه وبواسطته صلى الله عليه وسلم

(مطالع المسرات: ۲۴۶)

جہاں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اور بارگاہ الوہیت میں واسطہ ہیں اور اس کی بخششوں اور عطاؤں کی تقسیم کے امین ہیں۔ تو جس کسی کو اس کائنات میں کوئی رحمت ملی یا جس کسی کو دنیا و آخرت، ظاہر و باطن، علوم و معارف اور طاعات سے جو حصہ ملا ہے وہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں اور واسطے سے ملا ہے

حذف مفعول کی وجہ سے عموم

حضرت ملا علی قاری وغیرہ نے عموم پر جو دلیل قائم کی ہے یہاں مفعول کو حذف کر دیا گیا یعنی نہ تو تخصیص کی گئی کہ اللہ تعالیٰ فلاں عطا فرماتا ہے اور نہ آپ ﷺ کی تقسیم کو کسی چیز تک محدود رکھا گیا تو اس کا معنی یہ ہوگا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے حضور ﷺ اس کے تقسیم کنندہ ہیں

محدث مغرب شیخ عبداللہ صدیق غماری (ت۔۱۴۱۳) مذکورہ احادیث لانے کے بعد لکھتے ہیں

هذه الروايات الصحيحة تبين انه صلى الله عليه وسلم يقسم بين امته ما يرزقهم الله من معارف وعلوم اموال وغيرها وليس قسمته عليه الصلاة والسلام خاصا بمال الفئى والمغانم بل هذا عام كما ذكرنا	صحیح روایات بتا رہی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنی امت کے درمیان اللہ کا عطا فرمودہ رزق تقسیم کرتے ہیں مثلاً علوم، معارف اموال وغیرہ اور آپ ﷺ کی تقسیم صرف مال فئی اور غنیمت تک ہی محدود نہیں بلکہ عام ہے جیسا کہ ذکر ہوا

(الاحادیث المنتقاۃ فی فضائل رسول اللہ:۷۲)

عموم پر دو دلائل

کچھ لوگوں نے کہا یہ تقسیم مال غنیمت تک ہی محدود ہے ان کا رد اور عموم پر دلائل دیتے ہوئے لکھتے ہیں

يؤيد هذا العموم ويؤكده امران الاولى قوله انما بعثت قاسماً وهو انما بعث لقسم ما اوتى من	تقسیم کے عموم کی تائید و تاکید ان دو امور سے ہو رہی ہے اول یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے قاسم بنا کر بھیجا گیا ہے

الهدی والنور والعلم والعرفان فاما قسم الفئی والمغا نم فهو امر ثانوی انما حصل بعد فرض الجهاد والامر یقتال المشرکین بعد الهجرۃ الثانی انه علیه الصلاہ والسلام نہی غیرہ ان یکتنی بابی القاسم وعلل النہی بانه یقسم ولو کان المراد قسم الفئی والمغانم لم یکن لهذاالنہی والتعلیل معنی لان کل امام وخلیفة یقسم المغانم بین المجاهدین کما کان یفعل عمر وغیرہ من الخلفاء وذلک هوا لمقرر فی الشرع فلولا انه علیه الصلاۃ والسلام اختص فی القسم بشئی لم یشرکه فیه غیرہ لم یکن للنہی معنی کما ذکرنا

(ایضا :۷۴، ۷۵)

اور بلاشبہ آپ ﷺ جن چیزوں کی تقسیم کے لئے مبعوث کئے گئے ہیں وہ ہدایت، نور، علم اور عرفان ہے۔ رہا مال غنیمت کا تقسیم کرنا تو وہ ثانوی امر ہے اور یہ عمل تو آپ ﷺ نے ہجرت کے بعد اجازت جہاد کے بعد کیا دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے دوسروں کو ابوالقاسم کنیت رکھنے سے منع فرمایا اور اس پر دلیل یہ دی کہ میں تقسیم کنندہ ہوں تمہارا یہ مقام نہیں اگر مراد مال فئی اور غنیمت کی تقسیم ہی ہوتی تو اس سے منع کرنے پر مذکورہ دلیل کا کوئی معنی نہیں رہ جاتا کیونکہ وقت کا ہر امام و خلیفہ مجاہدین کے درمیان مال غنیمت تقسیم کرتا ہے جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر خلفاء کیا کرتے بلکہ شریعت میں یہی اصول ہے اگر آپ ﷺ کی تقسیم ایسی نہ ہوتی جس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہوتو پھر کنیت سے منع کرنے کا کوئی معنی نہیں رہ جاتا جیسا کہ ذکر ہوا

ملکیت اور تصرفات نبویہ علی صاحبھا الصلاۃ والسلام کے بارے میں شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ (ت:۱۰۵۲) رقم طراز ہیں

۱. وملک وملکوت جن وانس وتمامہ عوالم بتقدیر وتصریف الٰھی عزوعلا در حیطہ قدرت تصریف وے بود ﷺ	ملک، ملکوت، جن وانس اور تمام جہان اللہ تعالیٰ کے فیصلہ واذن سے حضور ﷺ کے تصرف اور قدرت میں ہیں

(اشعۃ اللمعات، ۱، ۳۲۷)

۲. وازاں جملہ آنست کہ دادہ شدہ آں حضرت را صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح خزائن وسپردہ شد بوے وظاہر ش آنست کہ خزائن ملوک فارس وروم ہمہ بدستِ صحابہ اُفتادو باطنش آں کہ مراد خزائن اجناس عالم است کہ رزق ہمہ درکف اقتدار وے سپرد وقوتِ تربیت ظاہر وباطن بوے داد چناں کہ مفاتیح غیب دردست علم الٰہی است نمیدا اند	یعنی اور حضور ﷺ کے خصائص اور فضائل سے ایک فضیلت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے تمام خزانوں کی کنجیاں حضور کو دی گئیں اور آپ ﷺ کے سپرد کی گئیں اس (حدیث) کا ظاہری مطلب تو یہ ہے کہ فارس اور روم کے بادشاہوں کے خزانے صحابہ کے ہاتھ آئے اور اس کا باطنی مطلب یہ ہے کہ اس سے تمام عالم (جہان کی) ہر جنس کے خزانے مراد ہیں اس طرح کہ سب کا رزق حضور کے طاقتور ہاتھ کے سپرد کیا اور ظاہر وباطن کی تربیت کی قوت حضور ﷺ کو عطا کی

آن را مگر وے مفاتیح خزائن
رزق وقسمت آں در دست ایں
سید کریم نهاد ند قوله ﷺ انما
انا قاسم والمعطی هو الله

(مدارج النبوت ـ ۱۲۰،۱)

جیسا کہ مفاتیح غیب علم الٰہی کے دست قدرت
میں ہے (جس کے لیے چاہے کھولے چاہے
نہ کھولے) ان مفاتیح غیب کو (ذاتی طور پر)
اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا (اسی طرح)
رزق کے خزانوں کی کنجیاں اور اس کی تقسیم
سید کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ میں
رکھ دی گئیں حضور ﷺ کا ارشاد ہے میں ہی
(ہر شے) تقسیم فرماتا ہوں اور اللہ تعالیٰ ہی
(ہر شے) عطا فرماتا ہے

احادیث عطاء مفاتیح اور احادیث قاسمیت کے صحیح سمجھنے کے لیے معترضین شیخ محقق محدث دہلوی کی اس عبارت کو بار بار دیکھیں

۳. بود آن حضرت که تصرف می
کرد در ایشاں ومی کرد انید، غنی
رافقیر ومے ساخت شریف را برابر
وضیع ... داد خدائے تعالیٰ عزت
وقدرت ومکنت ومدد ونصرت
وقوت وشوکت که بر همه بالا تر
آمد کار او بر همه بیشی گرفت
اختیار او لا والله سو گند بخدائے

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ان میں
تصرف کرتے ہوتے غنی کو فقیر کر دیتے
تھے اور شریف کو وضیع وادنیٰ بنا دیتے
اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو اتنی عزت
، قوت، طاقت، نصرت اور شوکت عطا
فرمائی کہ سب سے حضور ﷺ کا کام
سبقت لے گیا اور سب سے حضور
ﷺ کا اختیار بڑھ گیا

که مسخر کرده اند اورا این همه امور شک نمی کند دریں هیچ عاقلے (مدارج النبوت۔۱،۲۴۱)

اللہ کی قسم! یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے لیے مسخر اور تابع کر دی تھیں اس میں کوئی عاقل شک نہ کرے گا

۴. و کنیته ابو القاسم لانه یقسم الجنة بین اهلها (مدارج النبوت۔۱،۲۶۶)

حضور ﷺ کی کنیت ابوالقاسم ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ چونکہ حضور مستحقین میں قاسم جنت ہیں بہشت تقسیم فرماتے ہیں

۵. تبصرف وے علیہ السلام بتصرف الٰهی جل جلاله وعم نواله زمین و آسمان را شامل است بلکه تمام شراب ہا وطعام ہائے دنیا و آخرت وارزاق حسی وروحانی ونعمت ہائے ظاهری وباطنی بواسطه وطفیل آں حضرت است

اللہ تعالیٰ کے تصرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تصرف زمین اور آسمان کو شامل ہے بلکہ دنیا اور آخرت کے ہر قسم کے مشروب اور طعام اور حسی وروحانی رزق اور ظاہری و باطنی نعمتیں حضور ﷺ کے طفیل اور واسطہ سے ہیں

آخر اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

(اے باد صبا یہ سب کچھ تیرا ہی لایا ہوا ہے)

شکر فیض تو چمن چو کند اے ابر بهار که اگر خارو گر گل همه پرورده تست وانشد الشیخ العالم العارف محمد البکری قدس سره

اے بہار چمن تیرے فیض کا شکر کس طرح ادا کرے کیونکہ کانٹا اور پھول سب تیرے ہی پروردہ ہیں شیخ عالم عارف محمد بکری قدس سرہ، نے پڑھا

ما ارسل الرحمن او یرسل — من رحمة یتصعد او یتنزل

فی ملکوت الله او ملکه — من کل ما یختص او یشمل

الا وطه المصطفیٰ عبده — ونبیه المختار المرسل

واسط فیها واصل لها — یعلم هذا کل من یعقل

(اللہ تعالیٰ نے جو رحمت بھیجی ہے یا بھیجتا ہے یا بھیجے گا اور جو رحمت چڑھتی ہے یا نازل ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے ملک اور ملکوت میں جو جس کو ملتا ہے اس میں اصل اور واسطہ حضور ہی ہیں ہر عاقل اس بات کو جانتا ہے) (مدارج۔۱،۱۱۲۔مطالع المسرات۔۲۶۲)

۶۔ایک مقام پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا

تصرف وقدرت سلطنت وے ﷺ زیادہ بران بود وملک وملکوت جن وانس وتمامہ عوالم بتقدیر وتصرف الٰہی عزوعلا در حیطہ قدرت وتصرف وے بود (اشعۃ اللمعات۔۱،۴۳۲)

حضور کا تصرف اور آپ کی قدرت اور سلطنت سلیمان علیہ السلام کی قدرت اور سلطنت سے زیادہ تھی ملک وملکوت (عالم شہادت اور عالم غیب بلکہ کل ماسوا اللہ) جن اور انسان اور سارے جہان اللہ تعالیٰ کے تابع کر دینے سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تصرف اور قدرت کے احاطہ میں تھے (اور ہیں)

۷۔نیز شیخ محقق حدیث ''عادی الارض للہ ورسولہ ثم ھی لکم منی'' کے ما تحت ارقام فرماتے ہیں

زمین قدیم ... مرخدا ای راست ورسول خدا ای را پستر آں زمین مر شمار است از من یعنی من تصرف مے کنم در اں بہروجه که مے خواهم ومی بخشم هر کرا که میخواهم وظاهر آں بود که گفته شود "منی ومن الله" زیرا که ہمہ از خدا است وخدا در ہمہ جا پیغمبر خود را تصرف داده است

(اشعۃ اللمعات۔۳،۶۰۲ نحو وفی المرقاۃ۔۳،۱۷۲۳)

(حضور ﷺ نے فرمایا ہے) قدیم زمین اللہ اور رسول کی ملکیت ہے پھر وہ زمین میری طرف سے تمہارے لیے ہے یعنی میں اس زمین میں جس طرح چاہتا ہوں تصرف کرتا ہوں اور جسے چاہتا ہوں بخشتا ہوں اور ظاہر یہ ہے کہ اس طرح کہا جاتا ''صرف منی کے بجائے ''منی ومن اللہ'' ہوتا یعنی پھر وہ زمین میری اور اللہ کی طرف سے تمہیں عطا ہوئی تمہاری ملکیت ہے اس لیے کہ ہر چیز کی عطا میں اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ اپنے رسول کو تصرف دیا ہوا ہے

۸۔اس ارشاد الٰہی

تلک الجنة التی نورث من عبادنا من کان تقیا.

یہ وہ جنت ہے جس کا وارث ہم اپنے بندوں میں سے اسے بناتے ہیں جو متقی ہوا

کے تحت لکھتے ہیں

اے نورث تلک الجنة محمدا ﷺ فیعطی من یشاء ویمنع عمن یشاء وهو السلطان فی الدنیا والآخرة فله الدنیا وله الجنة وله المشاهدات ﷺ

(اخبار الاخیار ۲۶۲ از شیخ عبد الوہاب، بخاری متوفی ۹۳۲ھ)

ہم اس جنت کا وارث محمد ﷺ کو بناتے ہیں، پس ان کی مرضی جسے چاہیں عطا فرمائیں اور جسے چاہیں منع کریں دنیا اور آخرت میں وہی سلطان ہیں انہیں کے لیے دنیا ہے اور انہیں کے لیے جنت (دونوں کے مالک وہی ہیں) اور انہیں کے لیے مشاہدات ہیں

شیخ اشرف علی تھانوی (ت:۱۳۶۱) نے لکھا

آپ ﷺ کو تمام خزائن روئے زمین کے اور تمام شہروں کی کنجیاں عالم کشف میں عطا کی گئی تھیں (نشر الطیب:۱۶۶)

شیخ محمود الحسن دیوبندی لکھتے ہیں

آپ ﷺ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں جمادات ہوں یا حیوانات، بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم القصہ آپ ﷺ اصل میں مالک ہیں

(ادلۃ کاملۃ،۱۲)

جنہیں کتاب وسنت کی سمجھ آئی ہے انہوں نے سچ کہا

رب ہے معطی یہ ہیں قاسم رزق اس کا کھلاتے یہ ہیں

حضرت تمیم داری کا واقعہ

انہی روایات کے پیش نظر اہل علم وفضل نے تصریح کی ہے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کو زمین کا مالک نہ مانے وہ کافر ہے اس بارے میں امام غزالی، امام تقی الدین سبکی، امام مناوی، امام ابن العربی، امام سیوطی اور امام شعرانی جیسے آئمہ امت نے باقاعدہ فتویٰ کفر جاری فرمایا، یہاں ہم اس کی تفصیل درج کرتے ہیں

رسول اللہ ﷺ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالی عنہ کو زمین کا ایک ٹکڑا عنایت فرمایا تھا

وقدتعرض بعض الولاة لآل تميم واراد انتزاع الارض منهم ورفع امرهم الى القاضي ابي حاتم الهروي الحنفي قاضي القدس الشريف فاحتج الداريون بالكتاب فقال القاضي هذا الكتاب ليس بلازم، لان النبي ﷺ اقطع تميماً مالم يملك فاستفتى الوالي الفقهاء و كان ابو حامد الغزالي رحمه الله حينئذ بيت المقدس قبل استيلاء الفونج عليه فقال : هذا القاضي كافر لان النبي ﷺ قال :زويت لي الارض كلها ، و كان يقطع في الجنة فيقول : قصر كذا لفلان ، فوعده ﷺ صدق و عطاءه ﷺ حق فخزي القاضي والوالي و بقي آل تميم على ما بايديهم

کسی سربراہ نے آل تمیم سے جھگڑا کیا اور ان سے وہ زمین چھیننا چاہی وہ اس معاملہ کو قدس شریف کے قاضی ابو حاتم ھروی حنفی کے پاس لے گیا تو حضرت داری کی اولاد نے حضور ﷺ کی تحریر کو دلیل کے طور پر پیش کیا تو قاضی نے کہا اس تحریر کی کچھ حیثیت نہیں کیونکہ حضور ﷺ نے تمیم کو یہ زمین بطور عطیہ دی تھی جس کے وہ مالک نہ تھے تو والی نے فقہاء سے فتویٰ طلب کیا، امام ابو حامد الغزالی اس وقت بیت المقدس میں تھے اور ابھی فرنگیوں کا بیت المقدس پر قبضہ نہ ہوا تھا امام غزالی نے کہا کہ یہ قاضی کافر ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے تمام زمین میرے قبضے میں دی گئی ہے اور حضور ﷺ تو جنت بھی (اپنے اصحاب کو) دیتے ہوئے فرمایا کرتے فلاں محل فلاں شخص کے لیے ہے اور آپ ﷺ کا وعدہ سچا اور آپ ﷺ

وکانت هذا الحادثة لما کان
القاضی ابو بکر بن العربی با لشام

کی عطا حق ہے۔ تو قاضی اور والی دونوں رسوا
ہوئے اور یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب قاضی
ابوبکر بن العربی شام میں تھے (نظام الحکومۃ المنبویۃ، ۱-۲۰۹)

امام غزالی کا فتویٰ

امام جلال الدین سیوطی نے بھی یہی فتویٰ ان الفاظ میں ذکر کیا

وکان يقطع الا راضی قبل
فتحها لا ن الله ملكه الا رض
كلها وافتی الغزالی بکفر من
عارض اولاد تمیم الدای فیما
یقطعهم (الخصائص الصغریٰ)

رسول اللہ ﷺ زمین قبل از فتح عطا فرماتے کیونکہ
اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زمین کا مالک
بنایا ہے، امام غزالی نے اس کے کفر کا فتویٰ جاری
کیا جس نے حضرت تمیم داری کی اولاد سے
رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ زمین پر جھگڑا کیا

انہوں نے الخصائص الکبریٰ میں یہ باب قائم کیا

باب اختصاصه ﷺ با لحمی
لنفسه و انه لا ینقض ما حماه

رسول اللہ ﷺ کا ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ
اپنے لیے جس قدر چاہیں زمین رکھ سکتے
ہیں اور اس پر کوئی اعتراض نہیں کر سکتا

حدیث مبارکہ سے تائید

اور اس کے تحت حدیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے

اخرج البخاری عن ابی عباس ان
الصعب بن جثامة قال قال رسول
الله ﷺ لا حمی الا لله و لر سو له
اقال الا صحاب من خصائصه

امام بخاری حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے
نقل کرتے ہیں حضرت صعب بن جثامہ رضی
اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا
جاگیر بس اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہے

ﷺ ان لـه يحـمـى الـموات لنفسه ولا يجوز ذلك لسائر الائمة قطعاً و انما يجوز لهم الحمى للمسلمين و قيل لا يجوز ايضا وعلى الجواز يجوز نقضه لمن بعده وما حماه النبى ﷺ لا ينقض و لا يغيره بحال و كان يحمى ﷺ بقطع الاراضى قبل فتحها لان الله تعالى ملكه اياها يفعل فيها ما يشاء وقد اقطع لتميم الدارى و ذريته قرية بيت المقدس قبل فتحها و هى فى يد ذريته الى اليوم واراد بعض الولاة التشويش عليهم فافتى الغزالى بكفره قال : لان النبى ﷺ كان يقطع ارض الجنة فارض الدنيا اولى

(الخصائص الکبریٰ:۲_۴۲۱)

علماء نے بیان کیا کہ آپ ﷺ بے مالک زمین کو اپنے لئے رکھ سکتے ہیں اور دیگر سربراہوں کے لئے ایسا کرنا ہرگز جائز نہیں ہاں وہ مسلمان کو جاگیر دے سکتے ہیں بعض نے اس جواز کا بھی انکار کیا ہے اگر یہ ان کے لیے جائز بھی ہو تو بعد کے سربراہ اس معاہدے کو ختم بھی کر سکتے ہیں لیکن جو جاگیر کسی کو رسول اللہ ﷺ نے عطا کی اسے نہ ختم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کسی حال میں تبدیل کیا جا سکتا ہے حضور ﷺ قبل از فتح زمین الاٹ فرمایا کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس کا مالک بنایا لہذا اس میں جو چاہیں فیصلہ کریں آپ ﷺ نے حضرت تمیم داری اور انکی اولاد کو بیت المقدس میں فتح سے پہلے جاگیر عطا کی جو آج تک ان کی اولاد کے پاس ہے کسی سربراہ نے ان کو پریشان کیا تو امام غزالی نے اس پر کفر کا فتویٰ جاری کیا اور وجہ یہ بیان کی کہ آپ ﷺ جب جنت الاٹ فرماتے ہیں تو زمین بطریق اولی دے سکتے ہیں

امام شعرانی اور قسطلانی کی تائید

امام عبدالوہاب شعرانی (ت۔۹۷۴) آپ ﷺ کے خصائص کے تذکرہ میں لکھتے ہیں

وکان یقطع الاراضی قبل فتحها لان الله ملکه الارض کلها و له ان یقطع ارض الجنة من باب اولی ﷺ. واللہ اعلم (کشف الغمۃ عن جمیع الامۃ۔۶۵)

رسول اللہ ﷺ قبل از فتح زمین صحابہ کو لاٹ فرمادیتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زمین کا مالک بنادیا ہے اور آپ ﷺ کا جنت تقسیم فرمانا بطریق اولیٰ جائز ہے

شارح بخاری امام محمد بن محمد قسطلانی (ت۔۹۲۳) الخصائص من المباحات کے تحت رسول اللہ ﷺ کا یہی خاصہ ان الفاظ میں نقل کرتے ہیں

و کان یقطع الاراضی قبل فتحها لا ن الله ملکه الارض کلها و افتی الغزالی بکفر من عارض اولاد تمیم الداری فیما اقطعهم و قال انه ﷺ کان یقطع ارض الجنة فا رض الدنیا اولی

(المواہب اللدنیہ:۲۔۶۲۶)

رسول اللہ ﷺ قبل از فتح زمین کا ٹکڑا عطا فرما دیا کرتے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زمین کا مالک بنایا ہے امام غزالی نے اس شخص کو کافر قرار دیا ہے جس نے حضرت تمیم داری کی اولاد سے رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ زمین میں جھگڑا کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ تو جنت الاٹ کرنے والے ہیں تو دنیا کی زمین بطریق اولیٰ الاٹ فرماسکتے ہیں

امام ابن العربی اور سبکی کی تائید

اس کی شرح کرتے ہوئے امام زرقانی (ت،۱۱۲۲) رقمطراز ہیں

وكان يقطع الاراضى قبل فتحها بخلاف غيره من الائمة فانما يقطع بعد فتحها (لان الله ملكه الارض كلها) ولا ينقض شىء مما اقطعه بعده بحال (و) لذا (افتى الغزالى بكفر من عارض اولاد تميم الدارى فيما اقطعهم التى ﷺ) من الارض بالشام (و قال انه ﷺ كان يقطع ارض الجنة) ما شاء منها لمن شاء (فارض الدنيا اولى) و نقله ابن العربى عن الغزالى فى القانون و اقره وافتىٰ به السبكى ايضا (زرقانی علی المواہب، ۵۔۲۴۲)	رسول اللہ ﷺ زمین قبل از فتح عطا فرماتے اور یہ درجہ کسی اور سربراہ کو حاصل نہیں کیونکہ وہ بعد از فتح ہی دے سکتے ہیں (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زمین کا مالک بنایا) اور بعد از فتح عطا فرمودہ زمین پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا اور اس لئے امام غزالی نے ان لوگوں کو کافر قرار دیا جنہوں نے حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے رسول اللہ ﷺ کی شام میں عطا کردہ زمین کے بارے میں جھگڑا کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جس کو چاہیں اور جتنا چاہیں تقسیم فرما سکتے ہیں تو دنیاوی زمین تو بطریق اولیٰ عطا فرما سکتے ہیں اسے امام غزالی سے امام ابن العربی نے القانون میں نقل کیا اور اس کی تائید کی اور امام سبکی کا بھی یہی فتویٰ ہے

امام محمد بن جعفر الکتانی (ت، ۱۳۴۵) اس قطعہ کی تفصیل، حضرت عمر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کا فیصلہ بنوی ﷺ کو ہی بحال رکھنا اور فتویٰ امام غزالی کے بارے میں رقمطراز ہیں

وقد ذکر بعض شراح مختصر خلیل فی الزکاۃ فی الکلام علی زکاۃ المعادن عند استرادھم لقضیۃ اقطاع النبی ﷺ لتمیم بن اوس الداری قریۃ عینون بنواحی بیت المقدس قبل فتحہ و امضاء عمر ذلک لہ لما فتحہ ان اللہ تعالی ملکہ الارض کلھا و فی عبارۃ الدنیا و الجنۃ یقطع منھما ما اراد لمن اراد خصوصیۃ لہ و نص الشیخ عبد الباقی الزرقانی فی شرحہ لدی قولہ فی الزکاۃ و حکمہ للامام الی قولہ الا مملوکۃ لمصالح فلہ تنبیہ اقطاعہ ﷺ

بعض شارحین مختصر خلیل نے کتاب الزکاۃ کے باب زکاۃ معدنیات میں یہ واقعہ بھی بیان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت تمیم بن اوس داری رضی اللہ عنہ کو بیت المقدس فتح ہونے سے پہلے اس کے نواح میں عینون کے مقام پر قطعہ اراضی عطا فرمایا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح بیت المقدس کے بعد اس فیصلہ نبوی کو جاری فرمایا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام زمین کا مالک بنایا ہے بعض کے الفاظ یہ ہیں کہ آپ ﷺ کی یہ شان و خصوصیت ہے کہ تمام دنیا اور جنت میں سے جس کو جتنا چاہیں عطا فرمائیں امام عبد الباقی نے اس کی شرح میں ایک اہم نوٹ لکھا کہ حضور ﷺ کا بیت المقدس کے نواحی میں قبل از فتح حضرت تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قطعہ زمین کا الاٹ کرنا

تمیماً الداری بعض ارض بنواحی
بیت المقدس قبل فتحه من
خصائصه علیه الصلاة و السلام کما
فی خصاص السیوطی الصغریٰ زاد
المناو ی فی شرحها و اقر ه و نقله
عنه ابن العربی فی القانونْ.

یہ آپ ﷺ کا خاصہ وامتیاز ہے جیسے
امام سیوطی نے خصاص الصغریٰ میں
ذکر کیا۔ امام مناوی نے اس کی شرح
میں یہ اضافہ کیا کہ امام ابن العربی نے
القانون میں نقل کر کے اسے ثابت رکھا

اس کے بعد امام عبدالوہاب شعرانی کی عبارت نقل کی اور لکھا

وجه کون اقطاع النبی ﷺ
تمیماً من الخصائص کونه
اقطاعاً جاز ما لا تقدیر فیه و لا
تعلیق حسبما یظهر من کلامهم
و اقطاع غیره من الا ئمة الارض
الحرب لا بد فیه من التعلیق علی
الفتح اذ لا تصرف لهم فی ارض
الحرب ما دامت ارض حرب و
کونه اقطاعا ما ضیا یلزم الا ئمة
بعد انفاذ ه مطلقاً و ان کانت
ارضه ارض معدن و فرضنا انه
صولح اهل الارض

رسول اللہ ﷺ کے حضرت تمیم
داری رضی اللہ عنہ کو عطا فرمودہ
قطعہ زمین کو آپ ﷺ کا خاصہ
قرار دینا بتا رہا ہے کہ یہ قطعہ قطعی
طور پر ان کا ہی ہوگا اس میں کوئی فتح
کی شرط وحد نہیں جیسے کلام آئمہ سے
ظاہر و واضح ہے لیکن آپ ﷺ
کے علاوہ اگر کوئی سربراہ ارض
حرب میں سے کسی کو دے تو
اس کے لیے شرط فتح ضروری
ہے کیونکہ جب تک ارض حرب
ہے سربراہ اس میں تصرف

عليها و غيره من الا لمة انما يقطع
ارض المعدن على ما ذهب اليه
المالكية و من وافقهم انتفاعاً بحيث
لا يبيعها من اقطعها ولا تورث عنه و
بهذا تعلم ما في قول بعض
المتأخرين من اصحابنا المالكية لا
يظهر كون اقطاع تميم قبل
الفتح من الخصائص على
مذهبنا لما ذكره ابن يونس من
الاتفاق على ان المعدن في
ارض حكمه للامام و كذا فتيا
الغزالي في ذلك ليست على
مذهبنا لما ذكره ابن عرفة من
ان من اقطعه الامام معدن لا
يورث عنه فان كلام ابن يونس
انما هو في الارض العرب يعني
التي اسلم اهلها عليها و تصحف
ذلك لصاحب التوضيح وهو
الشيخ خليل با رض الحرب

ہی نہیں کر سکتا اگر ماضی میں کسی نے
جاگیر دی تھی تو بعد کے حکمرانوں پر اسے
جاری رکھنا لازم ہے اگر زمین معدنیات
میں سے ہے اور بالفرض اہل زمین اور
سربراہ کے درمیان صلح ہوئی ہے تو ان کے
موافقین کے ہاں اپنی زمین کو بطور نفع دیا جا
سکتا ہے مگر وہ شخص نہ اسے بیچ سکتا اور نہ ہی
اس میں وارث جاری ہوں گے اس سے
ہمارے متاخرین مالکیہ کے اس قول میں
جو گڑبڑ ہے وہ بھی سامنے آ جاتی ہے کہ
ہمارے مذہب کے مطابق فتح سے پہلے
حضرت تمیم داری کو جاگیر دینا رسول اللہ
ﷺ کا خاصہ نہیں کیونکہ شیخ ابن یونس نے
لکھا کہ اس پر اتفاق ہے کہ ارض حرب میں
معدنیات کا معاملہ سربراہ کے سپرد ہے اس
طرح امام غزالی کا فتویٰ ہمارے مذہب
کے مطابق نہیں کیونکہ شیخ ابن عرفہ نے لکھا
جسے سربراہ قطعہ معدنی دے اس میں
وراثت جاری نہ ہوگی گڑبڑ کی وجہ

و ارض الحرب لا تصرف فيها للامام الا ان يعلق الامر على الفتح وفتيا الغزالى مبينة على ان اقطاعه عليه السلام لتميم تمليك له كما ذكرنا لا انتفاع و عليه فلا بد من حمل اهل مذهب ذلك على الخصوصية .والله اعلم

(جلاء القلوب،۲۔۲۳۹)

یہ ہے کہ شیخ ابن یونس کی گفتگو ارض حرب کہ جس کے اہل اس شرط پر ایمان لائے صاحب توضیح شیخ خلیل کے سامنے ارض عرب کے بجائے نسخہ ہی ارض حرب تھا اور ارض حرب میں سربراہ تصرف نہیں کرسکتا ہاں شرط فتح ضروری ہے امام غزالی کا فتویٰ اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت تمیم داری کو اس قطعہ کا مالک بنایا ہے نہ کہ فقط نفع کا لہذا ہمارے علماء سرور عالم ﷺ کا خاصہ ہی مانتے ہیں

مذکورہ تمام دلائل حضور ﷺ کے اختیارات پر اس قدر واضح ہیں لہذا کسی صورت میں بھی آپ ﷺ کو بے اختیار قرار دینا درست نہیں ہمیں یہ عقیدہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنا کامل نائب وخلیفہ مقرر کر کے مختار کائنات بنایا ہے کیا سب سے بڑا خلیفہ بے اختیار ہوتا ہے؟

انہی دلائل کی روشنی میں امت مسلمہ کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن وحکم سے حضور ﷺ سب کچھ کر سکتے ہیں